زندگی اور موت کا سوال

اب اگر اپنی قوم اور مملکت کی وحدت کا سوال ہمارے لیے درحقیقت زندگی اور موت کا سوال ہے تو یہ بات مشرقی اور مغربی پاکستان کے ہر مسلمان کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ہم کسی دوسرے مسئلے کو اِس مسئلے سے زیادہ، یا اِس کے برابر اہمیّت نہیں دے سکتے۔ یہاں کوئی ایسا نادان دوست، یا دانا دشمن برداشت نہیں کیا جانا چاہیے، اور نہیں کیا جاسکتا، جو اپنی حماقتوں سے، یا اپنی چالوں سے ہماری وحدت کو خطرے میں ڈالے۔ ہر وہ شخص جو یہاں بنگالی، پنجابی، سرحدی اور سندھی کے درمیان تفریق کرتا ہے، اور اِن تعصبات کو اپنی زبان یا عمل سے اُبھارتا ہے، وہ دراصل پاکستان کی جڑ کاٹتا ہے۔ اِسی طرح ہر وہ شخص پاکستان کے ساتھ دشمنی کر رہا ہے جو یہاں مقامی اور مہاجر آبادی کے درمیان فرق و اختلاف پیدا کرتا ہے، یا خود مہاجرین میں یو پی اور بہاری اور دہلوی وغیرہ کی عصبیتیں بھڑکاتا ہے۔ اِسی طرح ایسے تمام لوگ بھی اپنی قوم اور ملک کے ساتھ بدخواہی کر رہے ہیں جو مغربی پاکستان میں بیٹھ کر یہ سوچتے ہیں کہ مشرقی پاکستان ہمارے لیے ایک بوجھ اور ایک ذمہ داری کا پشتارہ ہے، یا مشرقی پاکستان میں بیٹھ کر یہ سوچتے ہیں کہ ہم چونکہ کثیرالتعداد ہیں اس لیے محض ووٹوں کے بل پر ہم اپنی ہر بات منوا لیں گے، خواہ مغربی پاکستان والے اس پر راضی ہوں یا نہ ہوں۔ یہ تمام باتیں نہ صرف جاہلیّت کی باتیں ہیں جو مسلمانوں کے شایانِ شان نہیں، بلکہ یہ سخت خطرناک بھی ہیں، کیونکہ ان سے ہماری اُس وحدت کو نقصان پہنچتا ہے جس پر ہماری قومی زندگی کا انحصار ہے۔ جو قوم کٹ پھٹ کر پہلے ہی ۳/۵ رہ گئی ہو، اور وہ ۳/۵ بھی آدھوں آدھ کے حساب سے سیکڑوں میل کے فاصلہ پر بٹ گئے ہوں، اور اس کے دونوں حصوں کے درمیان ایک طاقت ور ہمسایہ معاندانہ جذبات لیے ہوئے حائل ہو، وہ اگر اِس طرح کی احمقانہ باتیں سوچتی ہے تو دراصل اپنی شامت کو دعوت دیتی ہے۔ ('اشارات'، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ترجمان القرآن، جلد ۳۷، عدد ۶، جمادی الثانی ۱۳۷۱ھ، مارچ ۱۹۵۲ء، ص ۳-۴)